ہوٹلوں میں رائج perheadsystem کا شرعی حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل کئی ہوٹلوں میں "perheadsystem" رائج ہے، اس سسٹم میں یہ ہوتا ہے کہ کھانے کے وزن، فی پلیٹ، مقدار یا تعداد کی بجائے فی فرد (perperson) فکس رقم چارج کی جاتی ہے، جیسے کئی ہوٹلوں میں روٹی یا نان کی آئٹم پر "perheadsystem" ہوتا ہے، تو وہ کھانا کھانے والوں سے روٹی یا نان کی تعداد کے مطابق پیسے نہیں لیتے، بلکہ کھانے والے جتنے افراد ہوتے ہیں، ہر فرد کے بدلے فکس رقم لیتے ہیں۔ ہمیں یہ رہنمائی چاہیے تھی کہ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ نیز اس سسٹم کے مطابق اس ہوٹل کا کھانا کھانا بھی درست ہے یا نہیں؟ رہنمائی فرما دیں۔

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مختلف ہوٹلوں میں رائج "perheadsystem" میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، نیز اس سسٹم کے مطابق اس ہوٹل سے کھانا کھانا بھی درست ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ: ہوٹلنگ، بیع (خرید و فروخت) کی ہی ایک قسم ہے۔ شریعت مطہرہ نے خرید و فروخت کے متعلق واضح سنہری اصول بیان فرمائے ہیں کہ اس میں متعاقدین (بیچنے اور خریدنے والے) میں سے کوئی بھی دوسرے کو دھوکہ نہ دے، نیز مبیع (خریدی جانے والی چیز) اور ثمن (اس چیز کی قیمت) دونوں اس طرح متعین ہوں کہ ان میں جھگڑے کا پہلو نہ رہے، ورنہ وہ خرید و فروخت درست نہیں ہوگی۔ البتہ خریدی جانے والی چیز یا اس چیز کی قیمت میں ایسی جہالت ہو کہ جس میں لوگوں کے تعامل (لین دین) کی وجہ سے جھگڑے کا اندیشہ نہ رہا ہو، تو اس سے بھی عقدِ بیع میں کوئی فرق نہیں پڑتا، **چونکہ پوچھی گئی صورت میں** بیان کردہ "perheadsystem" میں اگرچہ خریدی جانے والی چیز میں کچھ جہالت ہوتی ہے، کہ مخصوص آئٹم کی فی فرد (perperson) جو فکس رقم ہے، اس کے بدلے وہ فرد کتنا کھانا کھائے گا؟ یہ مجہول ہے، کہ ہر فرد کے کھانے کی مقدار اور عادت مختلف ہوتی ہے، لیکن چونکہ بوجہ عرف و تعامل (لوگوں میں رائج ہونے کے سبب) یہ جہالت جھگڑے کی طرف لے کر جانے والی نہیں ہوتی، لہٰذا اس جہالت کی وجہ سے عقد بیع (خرید و فروخت) کے اندر کوئی شرعی خرابی پیدا نہیں ہوتی، لہٰذا اس سسٹم کے مطابق اس ہوٹل سے کھانا کھانا بھی درست ہے۔

صورتِ مسئولہ کی نظائر:

(1)۔۔۔ فقہاء کرام نے بیان فرمایا کہ پانی کی مقدار معین کیے بغیر، پانی پلانے والے سے اجرت کے بدلے پانی پینا جائز ہے، حالانکہ پانی کتنا پیا جائے گا، مجہول ہے، لیکن یہ جہالت یسیرہ (تھوڑی جہالت) ہے، کہ لوگوں کے تعامل (لین دین) کے سبب اس میں جھگڑے کا پہلو نہیں ہے۔

(2)۔۔۔ اسی طرح اجرت کے عوض حمام میں نہانا بھی جائز ہے، اگرچہ نہانے میں کتنا پانی صرف ہوگا اور نہانے والا کتنی دیر لگائے گا، یہ مجہول ہے، لیکن لوگوں میں رائج ہونے کی وجہ سے باعثِ نزاع نہ ہونے کے سبب، جائز ہے۔

نوٹ: فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے جہاں خرید و فروخت کی صحت کے لیے مبیع (خریدی جانے والی چیز) اور ثمن (چیز کی قیمت) کی معلومات کی شرط لگائی ہے، وہاں ساتھ یہ بھی بیان فرمایا کہ اتنی معلومات ہو کہ جس سے جھگڑے کا معاملہ ختم ہو جائے اور ایسی جہالت کو کئی مسائل میں معاف رکھا، جو جھگڑے کا سبب نہیں بنتی، خواہ لوگوں کے تعامل کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے، جیسے مخصوص پتھر کے وزن کے ساتھ کسی چیز کو خریدنا، یا مخصوص برتن کے ذریعے کسی غلہ وغیرہ کو خریدنا، اگرچہ پتھر کے وزن اور برتن کی مقدار معلوم نہ ہو، اسی طرح غلہ کے ڈھیر کی اندازے سے خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اگرچہ اس کی مقدار معلوم نہ ہو، یہ سب صورتیں جائز ہیں، ان کی علت میں یہی بیان فرمایا گیا کہ یہاں جہالت مفضی الی النزاع (جھگڑے کی طرف لے جانے والی) نہیں ہے، لہذا یہ عقود درست ہیں۔

(الھدایۃ، جلد03، صفحہ24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جزئیات:

خرید و فروخت میں دھوکا دینے سے منع کیا گیا، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ”نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة، وعن بيع الغرر“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینک کر بیع کرنے اور دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد05، الرقم 1513، دار الطباعۃ العامرۃ، ترکیا)

مرقومہ بالا حدیث مبارکہ کے تحت شیخ محقق، شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1052ھ/1642ء) لکھتے ہیں: ”والغرر يكون للجهل بالمبيع أو ثمنه أو سلامته أو أجَله، وقد يُتحمل غرر قليل وجهل يسير؛ لأنهم أجمعوا على جواز دخول الحمام بالأجرة مع اختلاف عادة الناس في صبِّ الماء وفي قَدْر مكثهم، وعلى جواز الشرب من السقاء بالعوض مع جهالة قدر المشروب واختلاف عادة الشاربين، ولها أمثال ذكرها الطيبي، وذلك للحاجة وتعذر الاحتراز عنه إلا بمشقة“

ترجمہ: اور دھوکہ کبھی مبیع میں جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے یا کبھی ثمن میں جہالت کے سبب یا کبھی چیز کی سلامتی یا ادائیگی کی مدت کے سبب ہوتا ہے۔ **اور قلیل دھوکہ یا معمولی جہالت برداشت کرلی جاتی ہے**، کیونکہ اہلِ علم کا اس پر **اتفاق** ہے کہ: **حمام میں اجرت دے کر داخل ہونا جائز** ہے، حالانکہ لوگوں کی عادتیں **پانی ڈالنے اور وہاں ٹھہرنے کے وقت میں مختلف** ہوتی ہیں۔ اسی طرح **سقاء سے قیمت کے عوض پانی پینا بھی جائز** ہے، اگرچہ **پینے کی مقدار معلوم نہیں** ہوتی اور **پینے والوں کی عادتیں مختلف** ہوتی ہیں۔ اور اس طرح کی کئی مثالیں

علامہ طیبی نے ذکر کی ہیں۔ یہ اس لیے جائز قرار دیا گیا کہ لوگوں کی ضرورت ہے اور اس سے بچنا بہت دشوار ہے مگر سخت مشقت کے ساتھ۔ (لمعات التنقیح، جلد 05، صفحہ 564، دار النوادر، دمشق)

بیع (خرید و فروخت) کی شرائط میں سے ہے کہ خریدی جانے والی چیز اور اس کی قیمت اس طرح متعین ہوں کہ جھگڑے کا پہلو نہ رہے، چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: "ومعلومیۃ المبیع و معلومیۃ الثمن بمایرفع المنازعۃ" ترجمہ: **بیع اور ثمن کا اس طرح معلوم ہونا کہ جو جھگڑے کو دور کردے (شرط ہے)۔** (رد المحتار علی در مختار، جلد 07، صفحہ 15، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: "**بیع و ثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع پیدا نہ ہوسکے۔ اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہو سکتی ہو تو بیع صحیح نہیں۔**" (بہار شریعت، جلد 02، حصہ 11، صفحہ 617، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایسی جہالت کہ عرف و تعامل (لوگوں میں رائج ہونے) کے سبب باعثِ نزاع نہ ہو، عقد پر اثر انداز نہیں ہوتی، چنانچہ شمس الائمہ، امام سَرَخْسِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 483ھ/1090ء) لکھتے ہیں: "دخول الحمام بأجر فإنه جائز لتعامل الناس وإن كان مقدار المكث فيه وما يصب من الماء مجهولا وكذلك شرب الماء من السقا بفلس والحجامة بأجر جائز لتعامل الناس وإن لم يكن له مقدار" ترجمہ: **حمام (غسل خانے) میں اجرت دے کر داخل ہونا جائز ہے، کیونکہ لوگوں کا اس پر عام طور پر عمل ہے، اگرچہ وہاں ٹھہرنے کا وقت اور پانی ڈالنے کی مقدار معلوم نہیں ہوتی۔ اسی طرح مشکیزے والے سے ایک سکے (فلس) کے عوض پانی پینا بھی جائز ہے، اور حجامت (خون نکالنے) کا اجرت کے ساتھ لینا دینا بھی جائز ہے، حالانکہ ان میں بھی مقدار (کتنا پانی پیا یا کتنا خون نکالا جائے) متعین نہیں ہوتی۔** (المبسوط للسرخسی، جلد 12، صفحہ 139، دار المعرفۃ، بیروت)

تنبیہ: جن ہوٹلوں میں "perheadsystem" ہوتا ہے وہاں بعض اوقات، بعض افراد کی طرف سے کھانے کا ضیاع ہوتا ہے، خصوصا روٹی یا نان کی آئٹم پر اگر "perheadsystem" ہو تو بعض افراد کی طرف بہت لاپرواہی ہوتی ہے، اس حوالے سے یاد رکھیں کہ ہوٹل ہو یا گھر، روٹی یا کوئی بھی کھانے کی حلال چیز اللہ پاک کا رزق ہے، اس کا احترام کرنا لازم ہے، نیز کھانے کے آداب بجالانے اور سنت طریقوں کی پیروی کرنے میں ہی دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے: "عن عائشة قالت: دخل النبي صلى الله عليه وسلم البيت فرأى كسرة ملقاة، فأخذها فمسحها ثم أكلها، وقال: يا عائشة! أكرمي كريمك، فإنها ما نفرت عن قوم قط فعادت إليهم" ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکان میں تشریف لائے۔ روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، اُس

کو لے کر پونچھا، پھر تناول فرمالیا اور فرمایا: عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے، تو لوٹ کر نہیں آئی۔ (سنن ابن ماجہ، 451/04، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیہ)

ایک دوسری حدیث پاک میں آیا، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "أکرموا الخبز" ترجمہ: روٹی کا احترام کرو۔ (نوادر الاصول فی احادیث الرسول، 332/02، ط: دار الجیل، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے: "واتخاذ ألوان الأطعمة ووضع الخبز على المائدة أكثر من الحاجة سرف إلا أن يكون من قصده أن يدعو الأضياف قوما بعد قوم حتى يأتوا على آخره؛ لأن فيه فائدة، ومن الإسراف أن يأكل وسط الخبز ويدع حواشيه أو يأكل ما انتفخ منه ويترك الباقي؛ لأن فيه نوع تجبر" ترجمہ: حاجت سے زیادہ رنگ برنگے کھانے اور روٹی دستر خوان پر رکھنا اسراف ہے، مگر اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہمانوں کو باری باری بلائے، کیونکہ اس صورت میں تو فائدہ ہے، اور اسراف میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص روٹی کے درمیان والے حصے کو کھائے اور کنارے چھوڑ دے، یا جو روٹی پھول گئی ہو اسے ہی کھائے اور باقی چھوڑ دے، کیونکہ اس میں تکبر کی بو پائی جاتی ہے۔ (الفتاوی الهندیۃ، جلد 05، صفحہ 336، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ ببولاق مصر)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0130

تاریخ اجراء: 04 جمادی الاولی 1447ھ/27 اکتوبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net